تیرہ 13 رجب کی حقیقت

محقق و مرتب

محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نام رسالہ:	تیرہ 13 رجب کی حقیقت۔
محقق ومرتب:	محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی۔
زیرِ سایہ:	پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار۔
خاکِ پا:	سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ۔
تاریخِ تحریر:	رجب(1445ھ)، جنوری(2023ء)۔
صفحات:	25
ای میل:	see.zee480@gmail.com
مطالعہ آن لائن:	/https://archive.org

نوٹ: اس رسالے کو بلا معاوضہ آگے شیئر کرنے کی اجازت ہے،
مگر مندرجات میں تبدیلی ممنوع ہے۔ شکریہ

خانقاہِ اولیاء قادریہ حسنیہ انٹرنیشنل لاہور پاکستان

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت و مولودِ کعبہ کون؟

اہلِ علم سے گذارش ہے اختلاف آپ کا حق ہے کیجیے مگر دلائل کے ساتھ اور جہاں کہیں غلطی پائیں تو بندہ ناچیز کو آگاہ فرمائیں جزاک اللہ خیرا آمین۔

پہلی بات یہ ہے کہ جن کتابوں میں ولادت کو ذکر کیا گیا تو وہاں صیغہ تمریض جیسے قِیْلَ، رُوِیَ وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا گیا لہٰذا یہ بات معتبر نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف شہرت کی وجہ سے سند اور معتبر مآخذ کے ذکر کے بغیر لکھ دیا گیا لہٰذا جب تک معتبر ماخذ نہیں مل جاتا تب تک یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جنہوں نے ماخذ بیان کیا ہے، وہ یا تو شیعوں کی کتب ہیں یا ایسے شیعوں کی طرف مائل حضرات کی کتب ہیں جنہوں نے بہت ساری شیعی روایات کو بغیر تحقیق و تنقیح کے نقل کر دیا جیسے امام ذہبی، ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہم الرّحمہ نے مستدرک للحاکم کے حوالے سے اور بعض نے مروج الذہب اور فصول المھمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مولودِ کعبہ سمجھنا ایسا کمزور گمان ہے جس کے ثبوت پر کوئی صحیح دلیل نہیں کیونکہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے والد حضرت ابو طالب کے مکان شعبِ بنی ہاشم کے اندر پیدا ہوئے جس مکان کو لوگ مولدِ علی رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے اور اس مکان کے دروازے پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ھذا مولد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب، یعنی یہ حضرت امیر المومنین علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت گاہ ہے۔ اور اہلِ مکہ بھی اس پر بغیر اختلاف کے متفق تھے۔ نیز آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت گاہ پر ایک قبہ بنا ہوا تھا جس کو نجدیوں نے دیگر مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ گرا دیا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہُ عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان)

امام بدر الدین عینی حنفی رحمۃاللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 13 صفحہ 142 دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃاللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے حکایۃً بیان کیا کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 2 صفحہ 98 دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃاللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بن خویلد بن اسد اور آپ کی ولادت گاہ خانہ کعبہ کے اندر تھی۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی صفحہ 355 دار الکتاب العربی بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃاللہ تعالی علیہ مزید اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں ترجمہ: حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی، شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ وہ اس بات کو (خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہونے کو) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے علاوہ کیلیے نہیں جانتے۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی صفحہ 356 دار الکتاب العربی بیروت)

امام ابوذکریا محی الدین یحی بن شرف نووی رحمۃاللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی اور ان کے علاوہ کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہے جس کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی ہو۔

(تہذیب الاسماء واللغات حرف الحاء جلد اول صفحہ 409 دار فیحاء البیروت)

ایک شیعہ عالم نے بھی لکھا ہے کہ: محدثین صرف حکیم بن حزام (رضی اللہ عنہ) کو ہی مولودِ کعبہ سمجھتے ہیں۔ (شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ 14 دار الجبل بیروت)

البتہ خانہ کعبہ کے اندر صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ہے, آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی بھی ولادت خانہ کعبہ کے اندر نہیں ہوئی۔

امام حافظ ابو عمر خلیفہ بن خیاط رحمۃاللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط صفحہ 199 دار حلبیۃالریاض)

امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن رحمۃاللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم میں ہوئی۔

(تاریخ دمشق الکبیر جلد 45 صفحہ 448 دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ آپ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی یہ قول اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے البتہ ام المؤمنین، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔

امام ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی رحمۃاللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت جوف کعبہ میں ہوئی آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے یہ بات علماء کے نزدیک ضعیف ہے۔

(تھذیب الاسماء واللغات، حرف الحاء، ج 1. ص 409. رقم 127۔ دار الفیحاء بیروت)

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی قول ہے:

ترجمہ: زبیر بن بکار کہتے ہیں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور شیخ الاسلام امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا جو

مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ لکھا ہے یہ ضعیف ہے۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، النوع الستون، التواریخ والوفیات، ص 356 ،دار الکتاب العربی بیروت)

امام ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ حکیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کعبہ کے اندر پیدا نہیں ہوا۔ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ایسا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

(الاستیعاب بمعرفۃ الاصحاب 1/363)

مصطفیٰ بن محمد بن عبد العلوی رقم طراز ہیں کہ حکیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی، کوئی دوسرا شخص اس خصوصیت میں ان کا شریک نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا دعویٰ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

(عنوان النجابتہ فی معرفتہ الصحابتہ من مات بالمدینتہ من الصحابتہ، ص: 63)

صدر الشریعہ حضرت علاّمہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: مکانِ ولادت اقدس حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مکان حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و مکان ولادتِ علی رضی اللہ عنہ و جبلِ ثور و غارِ حرا و مسجد الجن و مسجد جبل ابی قبیس وغیرہا مکانِ متبرکہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ 6 صفحہ 1150 مکتبۃ المدینہ کراچی)

سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا علی اور لاکھوں صحابہ کرام اہل بیت سادات کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر کی متعین تاریخ ولادت مستند باسند کتابوں میں نہیں آئی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہونے کا واقعے کی اگرچہ صحیح متصل سند نہ ملی۔ مگر مجموعی طور یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیعہ کے مرچ مصالے جھوٹ بے بنیاد نظریات نکال کر فقط اتنا کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی

اللہ عنہ کی ولادت اندازاً تیرہ رجب کعبہ میں ہوئی اور یہ خصوصیت صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نہیں بلکہ صحابی سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ پر لکھی ہر کتاب بلکہ اس کے علاوہ بہت کتابوں میں سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی لکھا ہے۔ مثلاً صحیح مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان میں امام مسلم فرماتے ہیں: سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ عین کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

(صحیح مسلم تحت الحدیث، 1532,3850)

ایسے الفاظ کی وضاحت بھی ضرور بیان کی جائے کہ جس سے غلط بے بنیاد نظریات کی تردید ہو۔ مثلاً وحی یا تقابل ولادت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کا رد کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہونے کو بیان کیا جائے تو ساتھ میں یہ بھی بیان کیا جائے کہ صحابی سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت بھی کعبہ کے اندر ہوئی۔ اس طرح غلط بے بنیاد نظریات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کب ہوئی اور کہاں ہوئی؟

اس بارے میں اہلِ سنت اہلِ تشیع اور دیگر مسالک کی کافی کتب کا بغور مطالعہ کیا اور راقم اس نتیجے پر پہنچا کہ: پہلے کے زمانے میں متعین تاریخ ولادت کا اہتمام نہ تھا، سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا علی اور بہت سارے صحابہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی تاریخِ ولادت مستند کتابوں میں نہیں آئی۔ حتیٰ کہ جو 13 رجب مشہور ہے اس کی تحقیق و تفصیل دیکھی جائے تو 13 رجب اندازہ کر کے بتائی گئی ہے۔ 13 رجب کی ولادت کی تاریخ کا جس واقعہ سے اندازہ کیا گیا وہ آگے عرض کیا جائے گا۔ پھر اس اندازے کو بعد کی دو چار کتابوں میں اندازے کا تذکرہ کیے بغیر اتنا لکھ دیا گیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ 13 رجب میں پیدا ہوئے۔ جس واقعے سے 13 رجب ولادت کا دن ہونے کا اندازہ لگایا گیا اسی واقعے سے یہ ثابت کیا گیا کہ آپ کی ولادت کعبے کے اندر ہوئی۔

ولادت والا واقعہ: شیعہ کتب میں واقعہ درج ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو وحی ہوئی ، کچھ کتابوں میں ہے کہ الھام ہوا کہ کعبے میں جائے، کیونکہ ولادتِ علی رضی اللہ عنہ کا وقت قریب ہے۔ وہ کعبے میں گئیں دردِ زہ ہوا اور کعبے کے اندر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ کچھ کتب میں اس کی مزید تفصیل یوں ہے کہ کعبہ کے اندر کا دروازہ کبھی کبھار ہی کھلتا تھا۔ 15 رجب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن کے موقعے پر چار پانچ دن کے لیے کعبے کا اندر کا دروازہ بھی کھلتا تھا۔ باپردہ خواتین 15 رجب سے دو تین دن پہلے ہی زیارت کر آتی تھیں۔ اس طرح اندازہ لگایا گیا کہ 13 رجب کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کعبہ گئی ہوں گی۔ پھر اہل تشیع نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو بیت المقدس سے باہر بھیجا گیا اور یہاں کعبہ کے اندر ولادتِ علی رضی اللہ عنہ کا حکم دیا گیا۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ کا تبصرہ: تحفہ اثنا عشریہ صفحہ 164,165،166 میں شاہ صاحب علیہ الحمہ نے مذکورہ روایت اور مذکورہ واقعہ کو جھوٹ دھوکہ قرار دیا۔ فرمایا کہ کسی معتبر کتاب میں، حدیث میں کہیں یہ نہیں آیا کہ بی بی مریم کو بیت المقدس سے نکل جانے کا حکم ہوا ہو۔ ہر گز نہیں۔ اور فرمایا کہ کسی معتبر کتاب میں یہ نہیں کہ ولادتِ علی رضی اللہ عنہ کے لیے کعبہ جانے کا حکم ہوا ہو۔ ہر گز نہیں۔ وہ ایک اتفاق تھا۔ وحی کا کہنا تو کفر ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے 13 رجب پر گفتگو نہ فرمائی۔ البتہ ان کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ شیعہ کے مرچ مصالے جھوٹ بے بنیاد غلط نظریات نکال کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتفاقاً عورتوں کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ رضی اللہ عنہ بھی کعبہ کی زیارت کو گئی ہوں اور وہاں اتفاقاً دردِ زہ زیادہ ہو گیا ہو اور اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہو مگر شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ساتھ میں دوٹوک ارشاد فرمایا کہ اس سے افضلیت وغیرہ شیعہ کے دعوے ثابت نہیں ہوتے

کیونکہ صحابی سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

کئی کتب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کعبہ میں پیدا نہ ہونے کا لکھا ہوا ہے۔ چند اہلسنت کتابوں میں بغیر سند و ثبوت کے آپ کی ولادت کعبہ میں ہونے کا لکھا ہے۔ عقائد افضیلت، حلال و حرام وغیرہ بنیادی معاملات میں صحیح مستند روایات ضروری ہیں جیسا کہ نیچے دو اصول بیان کیے جائیں گے جبکہ تاریخ، فضائل، پیدائش وغیرہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں اتنی سختی نہیں۔ مسلک المقتسط اور فتاوی شامی اور فتاوی رضویہ سے دو قیمتی اصول پیشِ خدمت ہیں: ↓

پہلا اصول: مسلک المتقسط وغیرہ کتب میں ہے:

ترجمہ: اصل کسی چیز کی نفی ہے جب تک کہ ثبوت متحقق نہ ہو جائے۔

(المسلک المتقسط صفحہ 110) (فتاوی رضویہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 198)

دوسرا اصول: امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فتاوی شامی کی عبارت کو دلیل بناتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ بہت سی جگہوں میں مذکور ہے تو بھی کثرت نقول مستلزم صحت کو نہیں پہلے ایک شخص کو غلطی ہو جاتی ہے اور بعد کے لوگ اس کی غلطی بظنِ صحت نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ شامی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 351 میں ہے: اکثر ایسا واقع ہوا ہے کہ مؤلف سے کوئی غلطی ہو گئی تو لوگ اسے بلا تنبیہ نقل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناقلین کثیر ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل کے اعتبار سے ایک مخطی ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 199,198)

الحمدُ للہ اہلسنت و جماعت ازواجِ مطہرات، صحابہ کرام، اہلبیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اور صالحین علیہم الرّحمہ کی ہر خوبی و شان کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں پھر چاہے اس خوبی و شان کا تعلق فضائل سے ہو یا خصائص سے لیکن تسلیم کرنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ کسی ہستی کے متعلق شہرت پا جانے والی غلط فہمی کو اس کی فضیلت یا خصوصیت مان لیا جائے اور اس کے انکار پر لعن

طعن کیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں جہالت اور جہالت کی اندھی و متعصبانہ عقیدت پر مبنی پیروی سے بچائے آمین۔

امام حاکم نیشاپوری کا قول ہے: ترجمہ: پس تحقیق اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد (رضی للہ عنہا) نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کعبہ میں جنم دیا۔

(المستدرک علی الصحیحین-الجزء الثالث کتاب معرفتہ الصحابہ —الرقم 6044 صفحہ 550 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اس قول کو بطور دلیل پیش کرنا کم فہمی ہے کیونکہ امام حاکم یہاں تو تواتر کا دعویٰ کر رہے ہیں اور فضائل علی رضی اللہ عنہ کے باب میں ایک بھی صحیح بلکہ صحیح تو دور ایک ضعیف روایت بھی پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکے جس میں حاکم کے دعوے کی دلیل ہو تو فقط حاکم کے کہنے پر متواتر کون مانے ؟۔جب کہ حاکم کی تاریخ وفات 405 ھجری ہے اب ایک واقعہ جو کہ حاکم کی پیدائش سے بھی کئی سو سال پہلے کا ہے اس واقعہ کو حاکم کے کہنے پر تسلیم کرنا اور نہ صرف تسلیم بلکہ متواتر کہنا نا انصافی ہو گا۔دوسری بات یہ کہ اس کے تواتر کے دعوے میں حاکم منفرد ہیں ان کے سوا محدثین میں سے کسی نے اس واقعہ کے تواتر کا دعویٰ نہیں کیا تیسری اور اہم بات یہ کہ اہل علم جانتے ہیں کہ امام حاکم کا جھکاؤ رافضیت کی طرف تھا اور ان کا تواتر کا دعویٰ اسی سلسلے کی ایک کڑی بھی ہو سکتا ہے۔

حضرتِ حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ کی خانۂ کعبہ میں ولادت تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (وفات 261ھ) نے صحیح مسلم شریف میں لکھا ہے: ولد حکیم بن حزام في جوف الكعبة وعاش مئة وعشرين سنة۔

(صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق في البیع)

احوال قریش کے ماہر اور امام، مصعب بن عبداللہ الزبیری (متوفی 236ھ) نے صاف کہا ہے کہ

صرف حکیم بن حزام خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ نہ ان سے پہلے کوئی پیدا ہوا اور نہ بعد میں۔

مصعب بن عبد اللہ الزبیری، یہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ انساب و احوالِ قریش کے امام ہیں۔ 236ھ میں وفات ہوئی۔ ان کا ہی قول سند کے ساتھ امام حاکم نے نقل کیا ہے کہ "حضرت حکیم بن حزام خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ نہ ان سے پہلے کوئی پیدا ہوا نہ ان کے بعد"۔ پھر اسی پر امام حاکم نے نقد کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ حضرتِ علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی ولادت متواتر ہے۔ مگر اصولی طور پر امام حاکم کا یہ نقد درست نہیں۔ اگر امام حاکم کے کلام میں تواتر کو اصطلاحی معنوں پر محمول کیا جائے تو تواتر کے لیے ہر زمانے میں اتنے افراد کا بیان ضروری ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً محال ہو۔

اگر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ولادت متواتر ہوتی تو دو چیزیں ضرور ہوتیں:

(1) مصعب زبیری کے زمانے میں بھی کعبے میں ولادت تواتراً منقول ہوئی ہوتی۔ کیوں کہ ان کا زمانہ پہلے ہے۔

(2) کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی حدیث کی کتاب میں یہ قول ضرور مذکور ہوتا۔

مگر ایک طرف مصعب زبیری صاف نفی کر رہے ہیں کہ حکیم بن حزام کے سوا کسی کی ولادت خانۂ کعبہ میں نہیں ہوئی۔ اور دوسری طرف حاکم کے زمانے (چوتھی صدی کے اختتام) سے پہلے کسی محدث کے یہاں یا کسی حدیث کی کتاب میں کہیں یہ قول نہیں ملتا۔ نہ سند کے ساتھ اور نہ بلا سند۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ کوئی تواتر نہیں تھا۔ کیوں کہ متواتر کے انکار کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ اور متواتر چیز ایک جم غفیر کے ذریعے منقول و مروی بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے امامِ حاکم نے حضرتِ ام ہانی کے تذکرے میں جو یہ لکھ دیا تھا: یعنی اگر یہ متواتر ہے تو وہ تواتر کہاں ہے؟ کہیں تو اسے منقول ہونا چاہیے؟

اسی طرح یہ سوال اِس دعوائے تواتر پر بھی قائم ہو گا کہ اگر مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خانۂ کعبہ

میں ولادت متواتر ہے, تو وہ تواتر کہاں ہے ؟ کہیں کسی روایت میں کوئی نام ونشان تو ہونا چاہیے تھا ؟

جو حضرات امام حاکم کے اس دعوے میں لفظ تواتر کو معروف اصطلاحی معنوں میں لیتے ہیں ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اس دعوے کا ثبوت بھی فراہم فرمائیں, ورنہ دعوی بلادلیل کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔اور اگر امام حاکم کے اس لفظِ تواتر کو تواتر کے اصطلاحی اور معروف معنوں میں نہیں بلکہ صرف (زبان زد) کے معنے میں لیا جائے تو اس کا مطلب ہو گا کہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کی خانۂ کعبہ میں ولادت کی بات امام حاکم کے دور میں بس لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی تھی۔

ظاہر ہے چار سو سال بعد بلادلیل بلکہ خلافِ دلیل زبان زد ہو جانے والی چیز حجت نہیں بن سکتی۔

دوسری اصولی بات یہ کہ امام حاکم نے (حکیم بن حزام کی ولادت کی نفی نہیں کی ہے, بلکہ ان کے ماسوا کی نفی کو وہم قرار دیتے ہوئے) مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں بھی دعوی کیا ہے مگر دلیل کچھ بھی نہیں دی۔اب یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ امام حاکم انساب واحوالِ قریش کے فن میں مصعب زبیری کے ہم پلہ نہیں ہیں۔اوران کا زمانہ بھی بعد کا ہے۔حاکم کی وفات 405ھ میں ہوئی ہے۔مصعب زبیری جو زمانے کے اعتبار سے متقدم اوراس میدان کے ماہر بلکہ امام ہیں اورامام حاکم پر فائق ہیں وہ صرف حکیم بن حزام کی ولادت مانتے ہیں۔

اب اگر بالفرض دونوں کی بات بے دلیل مان لی جائے تو بھی مصعب کی بات دووجہوں سے صحیح اورراجح قرار پائے گی۔

پہلی یہ کہ دیگر اقوال وروایات سے ان کے قول کی تائید ہوتی ہے۔اوردوسری یہ کہ جس فن کا یہ مسئلہ ہے اس میں ان کا پایہ امام حاکم سے بہت بلند ہے, بلکہ وہ خود اتھارٹی ہیں۔اس لیے حاکم کا دعوی بلادلیل مصعب کے قول کی تردید وتغلیط نہیں کر سکتا۔

واضح رہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خانۂ کعبہ میں ولادت پر اہل سنت کے یہاں کوئی

روایت نہیں ہے۔امام حاکم نے تواتر کا دعوی کر دیا ہے۔ مگر کوئی دلیل نہیں دی۔اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ان کی عبارت لفظ بلفظ نقل کر دی ہے۔خود تحقیق نہیں فرمائی ہے۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے خود کہیں یہ نہیں کہا کہ حضرتِ مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبے میں ہوئی ہے۔ تلخیص المستدرک میں مستدرک کے اسی مقام پر موجود حدیث پر سکوت کو کچھ لوگ حافظ ذہبی کی طرف سے تائید مانتے ہیں, جب کہ سکوتِ محض کو حجت اور تائید مانا ہی نہیں جا سکتا جب تک کہ امام ذہبی خود اس کی صراحت نہ کر دیں۔امام ذہبی نے ایسی کوئی صراحت کہیں نہیں کی ہے کہ جہاں میں خاموش رہوں وہاں میری تائید اور حمایت سمجھی جائے۔ سنن ابو داؤد میں جن حدیثوں پر امام ابو داؤد سکوت فرماتے ہیں ان حدیثوں کو امام ابو داؤد کے نزدیک صالح اور قوی مانا جاتا ہے, اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے (رسالۃ ابی داؤد الی أھل مکۃ) میں اس کی صراحت کر دی ہے کہ جس حدیث پر میں سکوت کروں وہ حدیث میری نظر میں صالح/قوی ہوتی ہے۔ جبکہ امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں ایسی کوئی تصریح نہیں کی ہے تو تلخیص المستدرک میں ان کے سکوت کو تائید اور موافقت سمجھنا کیسے درست ہو سکتا ہے ؟۔ یہ ایک عام اصول ہے جو تلخیص المستدرک میں حافظ ذہبی کے سکوت کے بارے میں یاد رکھنے کے لائق ہے۔

یہاں ایک چیز یہ بھی قابل توجہ ہے کہ بعض علما کے نزدیک ان کے سکوت کو جو موافقت سمجھا جاتا ہے وہ فقط احادیث پر محدثانہ حکم اور ان کی اسنادی حیثیت کے بارے میں سمجھا جاتا ہے۔ان کے سکوت کو امام حاکم کے غیر متعلق دعوؤں یا ان کے ہر ہر لفظ کے بارے میں موافقت کوئی نہیں مانتا۔اور یہ مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت والی بات امام حاکم نیشا پوری کا صرف ایک دعوی ہے, اس پر کوئی حدیث انھوں نے مستدرک میں پیش نہیں کی ہے۔اس لیے یہاں سکوت کو موافقت ماننے کا کوئی جواز کسی کے نزدیک نہیں۔ لہٰذا امام ذہبی کا سکوت اس ولادت والے امام حاکم کے اپنے دعوے پر منطبق کرنا لا علمی یا فریب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں, اگر اس

دعوے پر امام حاکم نے کوئی ایک حدیث بھی پیش فرمائی ہوتی اور امام ذہبی اُس حدیث پر سکوت فرماتے تو بعض اہل علم کی اس رائے کے مطابق اسے موافقت پر محمول کیا جا سکتا تھا, لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہی امام ذہبی سیر أعلام النبلاء میں حضرت حکیم بن حزام کے تعارف میں لکھتے ہیں: امام ابن مندہ نے کہا: حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے. 120 سال عمر ہوئی۔ 54ھ میں وفات ہوئی۔

نہج البلاغہ کے شارح علامہ بن ابی الحدید اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم محدثین کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ کو تسلیم نہیں کیا ہے اور اس روایت کو محض جھوٹ واختراع قرار دیا ہے، ان کا خیال ہے کہ کعبہ میں جن کی ولادت ہوئی وہ حکیم بن حزام بن خولد ہیں۔

(شرح نہج البلاغہ لابن الحدید 1/14 لابی الحسن الندوی ص 49)

نزہتہ المجالس کے مصنف امام عبد الرحمان بن عبد السلام صفوری شافعی علیہ الرحمہ ہیں جو کہ اپنے وقت کے مشہور خطباء میں سے ہیں اور آپ کی تاریخ وفات 900 ھجری ہے آپ نے مولائے کائنات کے مولود کعبہ والا واقعہ (الفصول المہمہ) نامی کتاب سے بغیر سند کے نقل کیا لہٰذا امام صفوری کا اس واقعہ کو بغیر سند کے نقل کرنا دلیل نہیں بن سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اس بے سند واقعہ میں کعبہ میں پیدا ہونے کو مولا علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت بتایا جا رہا ہے اور صاف الفاظ ہیں کہ یہ فضیلت کسی اور کو نہیں ملی حالانکہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ صحابی حکیم بن حزام رضی للہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ تو صحیح روایات کی موجودگی میں ایسے بے سند واقعات سے کعبہ میں ولادت کو مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص کرنا ایسے ہی ہے جیسے دن کے وقت آنکھیں بند کر کے سورج کی نفی کرنا اور رات ہونے پر ضد کرنا۔

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کیلئے شیعہ اور نیم شیعہ سنی

ایک (الفصول المہمہ) نامی غیر معروف کتاب کا سہارا بھی لیتے ہیں باوجود اس کے کہ قائلین امام حاکم کے کہنے پر مولائے کائنات کی کعبہ میں ولادت کو اخبار متواترہ سے ثابت مانتے ہیں, مگر افسوس اس بات پر کہ جب دلائل کی باری آتی ہے تو (الفصول المہمہ) جیسی غیر معروف کتاب اٹھا کر سامنے کر دی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف (علی بن محمد بن احمد المالکی المکی) ہیں جو (ابن الصباغ") کے نام سے مشہور ہیں اور موصوف کی تاریخ وفات 855ھ ہے۔

دعٰوی تواتر کا اور دلائل؟ امام حاکم کا قول، نزہتہ المجالس کا قصہ اور الفصول المہمہ جیسی کتاب جس کو اکثر و بیشتر علماء شاید جانتے ہی نہ ہوں بہر کیف۔ الفصول المہمہ میں بھی نرا دعٰوی ہی دعٰوی ہے دلیل کا نام و نشان نہیں اور اگر کوئی روایت پیش کی گئی ہے تو اس کی سند مفقود ہے اور بغیر سند کے کوئی روایت حجت نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی قدر و اہمیت ہے, الفصول المہمہ کے مصنف 855ھ میں فوت ہوئے جبکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کا واقعہ ہجرت سے کئی برس پہلے کا ہے لہٰذا ایسا واقعہ جو صاحب فصول المہمہ کی پیدائش سے بھی کئی سو سال پہلے کا ہے فقط ان کے کہنے پر کیسے مان لیا جائے؟

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کیلئے شیعہ اور نیم شیعہ سنی حضرات (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) پر عمل کرتے ہوئے (سبط ابن جوزی") کی کتاب (تذکرہ الخواص) پیش کر کے بغلیں بجاتے ہیں, حالانکہ یہاں بھی سند کے اعتبار سے وہی معاملہ ہے جو (المستدرک) (الفصول) اور (نزھتہ المجالس) میں رہا ہے کہ ایک تو دعویٰ بلا دلیل اور اگر کوئی روایت نقل کر ہی دی تو شاید اس کی سند شیعوں کے بارہویں امام غار وغیرہ میں چھپا کر بیٹھے ہیں, (تذکرہ الخواص) میں بھی فقط دعویٰ ہی دعویٰ ہے نہ کوئی دلیل اور نہ ہی کوئی سند۔ تو بغیر سند کے کسی واقعہ کا اعتبار کیونکر کیا جا سکتا ہے؟۔ اور واقعہ بھی ایسا جس سے مذہب شیعہ کو تقویت ملتی ہو دوسری اور اہم بات کہ (سبط ابن جوزی) اور (امام ابن جوزی) دو الگ شخصیات ہیں لہٰذا دھوکہ

کھانے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ (سبط ابن جوزی) تقیہ باز رافضی تھا تقریباً 654 ھجری میں وفات پائی۔ اب ایک واقعہ جو سبط ابن جوزی سے کئی سو سال پہلے کا ہے صرف اس کے بیان کرنے سے کیوں تسلیم کیا جائے؟ اور بالخصوص اس وقت کہ جب سبط ابن جوزی کی اپنی پوزیشن یہ ہو کہ اس کے اپنے قلم سے رافضیت ٹپک رہی ہو تو اس وقت سبط ابن جوزی کی اطاعت میں مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ماننا نری حماقت نہیں تو کیا ہے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ماننے والے شیعہ اور نیم شیعہ سنی اپنے اس مفروضہ کی گرتی ہوئی دیوار کو بچانے کی خاطر (نور الابصار) نامی کتاب کو دین وایمان سمجھتے ہوئے پیش کرتے ہیں! اور حسب معمول یہاں بھی نرا دعویٰ ہی دعویٰ۔ لطیفہ یہ ہے کہ نور الابصار کے مصنف (الشیخ شبلنجی) حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں لکھ کر حوالہ (ابن الصباغ) کا دیتے ہیں اور یہ ابن الصباغ وہی ہے جو (الفصول المھمہ) نامی غیر معروف کتاب کا مصنف ہے جس کا رد ہم اوپر پیش کر آئے ہیں۔ اور ظاہری بات ہے جب اصل کا رد ہو گیا تو فرع خود بخود ختم یعنی جب ابن الصباغ کا رد ہو گیا تو اب جو کوئی بھی ابن الصباغ کا حوالہ دے گا اس کا رد خود بخود ہو جائے گا۔ لہٰذا (نور الابصار) کا حوالہ پیش کرنا قائلین کو کسی طرح مفید نہیں کیونکہ یہاں بھی نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی سند بلکہ جو واقعہ ولادت لکھا ہے وہ بھی ابن الصباغ کی الفصول سے لیا گیا ہے جب کہ الفصول میں بھی اس کی کوئی سند نہیں۔ لہٰذا ایسی موضوع (من گھڑت) روایات سے مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوا سفید ہے کی رٹ لگائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا جس سے کچھ حاصل نہیں۔ اور صاحب نور الابصار الشیخ الشبلنجی 13 تیرھویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں اور ایسا واقعہ جو ان کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے کا ہے اس کے بارے ان کی ذاتی رائے یا دعویٰ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ماننے والے لوگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرّحمہ کی مایہ ٔ ناز تصنیف (ازالتہ الخفاء) کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں حالانکہ حاکم نیشاپوری کے رد کے بعد شاہ صاحب کا حوالہ پیش کرنا سراسر کج فہمی کی دلیل ہے کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرّحمہ اپنی تحقیق کی بناء پر ایسا نہیں فرمارہے بلکہ حاکم ہی کے قول کو نقل کررہے ہیں حالانکہ ہم پہلی دلیل کے رد میں یہ واضح کر آئے ہیں کہ حاکم کا قول دراصل حاکم کا وہم ہے یا پھر نیم شیعہ ہونے کی ایک کڑی۔ اور ایسا دعویٰ جس کی دلیل ہے ہی نہیں اور دعویٰ بلا دلیل مردود ہوتا ہے لہٰذا ایسے مردود قول یا دعوے کو چاہے ایک ہزار بندہ نقل کرتا چلا آئے دلیل نہیں بن سکتا۔ اسی لئے قائلین کو شاہ صاحب علیہ الرّحمہ کا حوالہ کچھ فائدہ نہیں دے گا کیونکہ شاہ صاحب علیہ الرّحمہ بھی حاکم ہی کا قول نقل کررہے ہیں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی کعبہ میں ولادت کے سلسلے میں سب سے مشہور روایت جو نقل کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ : حلمیہ بنت ابی ذوہیب عبداللہ بن الحارث سعدیہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کے دور خلافت میں ان سے ملنے کے لیے گئیں. حجاج نے کہا: اے حلمیہ ! اللہ تجھے میرے پاس لایا، میں چاہتا ہوں کہ تجھے بلاؤں اور تم سے انتقام لوں، حلمیہ نے کہا: اس سورش وغصہ کا کیا سبب ہے ؟ حجاج نے جواب دیا: میں نے سنا ہے کہ تم علی کو ابو بکر اور عمر رضی عنہم پر فضیلت دیتی ہو، حلمیہ نے کہا: حجاج ! خدا کی قسم میں اپنے امام کو اکیلی حضرت عمر و ابو بکر پر فضیلت نہیں دیتی ہوں، ابو بکر و عمر میں کیا لیاقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ان کا موازنہ کیا جائے، میں تو اپنے امام کو آدم، نوح، ابراہیم، سلمیان، موسی اور عیسی پر بھی فضیلت دیتی ہو، حجاج نے بر آشفتہ ہو کر کہا میں تجھ سے دل برداشتہ ہوں، میرے بدن میں آگ لگ گئی ہے، اگر تو نے اس دعٰوی کو ثابت کردیا تو ٹھیک ورنہ میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا، تاکہ تم دوسروں کے لیے عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے، پھر حلمیہ نے ایک ایک کرکے دلائل کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ

کی برتری ثابت کردی۔ یہاں تک کہ جب حجاج نے کہا تو کس دلیل سے علی رضی اللہ عنہ کو عیسی علیہ السلام پر ترجیح دیتی ہے؟ حلمیہ نے کہا: اے حجاج سنو! جب مریم بن عمران بچہ جننے کے قریب ہوئی جب کہ وہ بیت المقدس میں ٹھہری تھی، حکم الہی آیا کہ بیت المقدس سے باہر نکل جاؤ اور جنگل کی طرف رخ کرو تاکہ بت المقدس تیرے نفاس سے ناپاک نہ ہو جائے، اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بن اسد رضی اللہ عنہا وضع حمل کے قریب ہوئیں تو وحی آئی کہ کعبہ میں داخل ہو جاؤ اور میرے گھر کو اس مولود کی پیدائش سے مشرف کر، پھر حلمیہ کہنے لگی اے حجاج اب تم ہی انصاف کرو کہ دونوں بچوں میں کون شریف ہو گا؟ حجاج یہ سن کر راضی ہو گیا اور حلمیہ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

(آئینہ مذاہب امامیہ ترجمہ اردو تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ صفحہ 111-113)

اس روایت میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ سرتاپا جھوٹ و کذب او بہتان سے لبریز ہے، اس میں بہت ساری باتیں جھوٹی اور من گھڑت ہیں، جنکی تفصیل درج ذیل ہے، کیونکہ: تراجم کی کتب میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ حلمیہ بنت ابی ذویب السعدیہ حجاج بن یوسف کے عہد تک زندہ تھیں اور نہ ہی کہیں کسی نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(سیرت ابن ہشام 160/1)(اسد العابہ 8/76)

آئینہ مذاہب امامیہ کے مصنف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

حلیمہ بن ابی ذویب مورخین کے اتفاق رائے سے حجاج بن یوسف کے زمانے تک زندہ نہیں رہی.

(آئینہ مذاہب امامیہ ترجمہ اردو تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز صاحب محد دہلوی ص 111-113)

اس روایت کو صحیح ماننے سے اہل سنت و جماعت کے اصولوں کی مخالفت لازم آئے گی کیونکہ اس

روایت میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو عمرین یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فوقیت دینے کی کوشش کی گئی، جبکہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور ان کے بعد عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت سے متعلق جو بات اس روایت میں کہی گئی ہے وہ محض بکواس ہے اور تاریخ کے خلاف ہے کسی مؤرخ نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اس کے بر خلاف نص قرآن اس بات پر واضح دلالت کرتی کہ حضرت مریم علیہا السلام دردزہ سے پریشان ہو کر اس بات پر آمادہ ہوئیں کہ وہ کسی چیز پر تکیہ کریں اور جب اس حالت میں جنگل میں جانا اور کسی کی مدد کے بغیر وضع حمل ہونا دشوار محسوس کیا تو انہوں نے اختیارِ موت کی خواہش کی، جس کی وضاحت قرآن میں اس طرح سے آئی ہے: (سورۃ نمبر 19 مریم_آیت نمبر 23)

ترجمہ: پھر دردزہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا، کہنے لگی اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بھلائی ہوتی۔

جَاءَ یَجِیْءُ مَجِیْاً" کا معنی ہے آنا اور "اَجَاءَ یُجِیْءُ" (افعال) کا معنی ہے لانا، مگر اس کے مفہوم میں مجبور کر کے لانا پایا جاتا ہے۔ (تفسیر زمخشری) "المَخَاضُ" عورت کو بچے کی پیدائش کے وقت ہونے والا درد، یعنی دردِزہ۔ "مَخِضَتِ المَرْاَۃُ" (ع) جب عورت کے ہاں پیدائش کا وقت قریب ہو۔ یہ "مَخْضٌ" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی شدید حرکت ہے اور یہ نام رکھنے کی وجہ ولادت کے قریب ماں کے پیٹ میں بچے کا شدت سے حرکت کرنا ہے۔ یعنی دردِزہ کی شدت سے مجبور ہو کر وہ کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں اور آنے والے وقت کا تصور کر کے، جب ہر طرف سے برائی کی تہمت لگے گی، طعنے ملیں گے، گزشتہ زندگی کی ساری نیکی، پاک بازی اور شرافت کا خاکہ اڑایا جائے گا، کہنے لگیں کہ اے کاش! میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور کسی کو یاد ہی نہ ہوتا کہ کوئی

مریم علیہا السلام بھی تھی۔اور یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت فاطمہ بن اسد رضی اللہ عنہا کو بھی وحی ہوئی کہ خانہ کعبہ میں جا کر وضع حمل کرے، یہ بلکل جھوٹ ہے، کیونکہ اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں سے کوئی بھی فاطمہ بن اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے، جبکہ یہاں وحی جو لفظ ہے وہ انبیاء کے لیے خاص ہے۔

ایک روایت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف یوں منسوب کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ام عمارہ بن عباد الساعدیہ کی طرف سے زہد بنت عجلان الساعدیہ نے مجھے خبر دی، کہا کہ میں ایک دن عرب کی چند عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ابو طالب غمگیں ہو کر آیا، میں نے کہا : کیا حال ہے ؟ تو ابو طالب نے کہا: فاطمہ بنت اسد دردزہ میں مبتلا ہے اور وقت ہو جانے کے باوجود بچہ پیدا نہیں ہو رہا، پھر ابو طالب اپنی بیوی فاطمہ کو خانہ ء کعبہ کے اندر لے آیا اور کہا کہ اللہ کے نام پر بیٹھ جاؤ، بیٹھ گئی اور پھر دردزہ شروع ہو گیا، اور ایک پاکیزہ بچہ پیدا ہوا جس کا نام ابو طالب نے علی رکھا۔

(آئینہ مذاہب امامیہ ترجمہ اردو تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی صفحہ 111-113)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت پر جرح کرتے ہوئے حضرت شاہ عبد العزیز دہلوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صحیح اسلام تاریخ کے خلاف یہ محض بکواس ہے۔

(آئینہ مذاہب امامیہ ترجمہ اردو تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی صفحہ 111-113)

ایک روایت امِ عارہ بنتِ عبادہ سے منسوب ہے کہ :ایک دن میں عرب عورتوں کے پاس تھی کہ ابو طالب مغموم و پریشان تشریف لائے۔میں نے عرض کیا: ابو طالب ! کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے : فاطمہ بنتِ اسد اس وقت سخت دردِزہ میں مبتلا ہیں۔یہ کہہ کر انہوں نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ

لیے۔اسی اثنامیں محمد ﷺ تشریف لائے۔آپ ﷺ نے پوچھا: چچاجی کیا مسئلہ ہے؟انہوں نے بتایا: فاطمہ بنتِ اسد دردِ زہ سے دوچار ہیں۔ان کو کعبہ میں لاکر بٹھادیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:اللہ کانام لے کر بیٹھ جائیے۔انہوں نے ایک خوش،صاف ستھرااور حسین ترین بچہ جنم دیا۔ابو طالب نے اس کانام علی رکھ دیا۔نبی اکرم ﷺ اس بچے کواٹھاکر گھر لائے۔

(مناقب عليّ بن أبي طالب لابن المغازلي،الرقم:3)

یہ جھوٹی روایت ہے،کیونکہ:اس کاراوی ابوطاہر یحییٰ بن حسن علوی کون ہے،کوئی پتہ نہیں۔ محمد بن سعید دارمی کی توثیق درکار ہے۔زیدہ بنت قریبہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ان کی ماں ام العارہ بنتِ عبادہ کون ہے،معلوم نہیں۔پے درپے ''مجہول''راویوں کی بیان کردہ روایت کاکیااعتبار ہوسکتاہے؟

حضرت سیدناعمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ:خانہ کعبہ میں سب سے پہلے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پیداہوئے۔اور بنوہاشم میں سب سے پہلے سیدناعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پیداہوئے۔

(أخبار مكّة للفاكهي:3/198،الرقم:2018)

اس قول کی سند بھی ''ضعیف''ہے،کیونکہ امام فاکہی کے استاذ ابراہیم بن ابویوسف کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کامکلف ٹھہرایاہے،نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔

فقیر کہتاہے کہ رافضیت کے پیروکار جس قدر حضرت مولاعلی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے دلائل اتنے ہی بے وقعت اور کمزور ہیں اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے لئے ایک اختراع ہیں۔کیونکہ خانہ کعبہ جیسے معزز گھر میں کسی کی بھی ولادت ہووہ ایک عظیم شہرت کی بات ہے،مؤرخین اس کاتذکرہ ہر گز ترک نہیں کرسکتے لیکن ہم دیکھتے ہیں

کہ: امام سیوطی علیہ الرّحمہ نے اپنی کتاب (تاریخ الخلفاء) میں تقریبا 22 صفحات پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کو بیان کیا ہے اس میں مولود کعبہ ہونے کا ذکر نہیں۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی 207/185، چشتی)

امام ذہبی علیہ الرّحمہ نے اپنی کتاب (تاریخ اسلام و وفیات الاعلان) میں تقریبا 32 صفحات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر وفات تک زندگی کے مختلف گوشوں پر بحث کی ہے اور بے شمار خصوصیات کا ذکر کیا ہے لیکن اس میں مولود کعبہ ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

(تاریخ الاسلام للذھبی: 652/641)

استعیاب ابن عبد البر علیہ الرّحمہ نے 40 سے زائد صفحات پر خصائص علی رضی اللہ عنہ کا اور دیگر کا مفصل تذکرہ کیا ہے، لیکن مولود کعبہ ہونے کی بات نہیں لکھی ہے۔

(استعیاب 4ء11-3/1089)

ان کے علاوہ قابل ذکر و معتبر مؤرخین و محدثین علیہم الرّحمہ میں سے ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ 134-4/100۔

ابو نعیم اصفہانی نے معرفتہ الصحابہ 1970-1986

امام مزی نے تہذیب الکمال 20/472

امام مسلم نے (باب من فضائل علی ابن ابی طالب) میں۔

امام المحدثین محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے (باب مناقب علی بن ابی طالب) میں۔ حضرت علی کے بے شمار فضائل ذکر کیا ہے، لیکن کہیں بھی کسی نے مولود کعبہ ہونے کی بات نہیں لکھی۔

اس کے برخلاف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس نے بھی قلم اٹھایا تقریبا سبھی لوگوں نے ان کو مولود کعبہ کی بات کی ہے۔

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور یہ بات کسی دوسرے کے متعلق سننے میں نہیں آئی اور اس قول کے متعلق کہ حضرت علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی علما کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے۔

(السيرة الحلبية۔ إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين حلبي)

ترجمہ: امام ابن جوزی نے اپنی کتاب مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن میں اس قول کے بارے کہا کہ حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبے میں ہوئی یہ صحیح نہیں حکیم بن حزام کے علاوہ کوئی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔

(إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال، أبو عبد الله، علاء الدين)

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور یہ بات کسی دوسرے کے متعلق سننے میں نہیں آئی۔ (تهذيب الأسماء واللغات: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي)

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور یہ بات کسی دوسرے کے متعلق سننے میں نہیں آئی۔ (فوائد مختارة من النووي جمع واختيار: سليمان بن محمد الحميد)

ترجمہ: اور کوئی حکیم بن حزام کے علاوہ کعبے میں پیدا نہیں ہوا۔

(شرح صحيح الإمام البخاري، شمس الدين محمد بن عمر بن أحمد السفيري الشافعي)

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور یہ بات کسی دوسرے کے متعلق سننے میں نہیں آئی اور نہ کسی کی پہچان ہے۔

(شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى، محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي)

اور یہی بات ان محدثین وعلمائے کرام نے بھی لکھی ہے: ⬇

(الإعلام بفوائد عمدة الأحكام: ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري)

(المجموع شرح المهذب: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي)

(شرح ألفية العراقي: أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم العراقي، چشتی)

(شرح ألفيّة السّيوطي: الشيخ محمد ابن العلامة علي بن آدم ابن موسى الأثيوبي الولوي)

(الوسيط في علوم و مصطلح الحديث: محمد بن محمد بن سويلم أبو شُهبة)

(تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطی، چشتی)

(البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير: ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صحیح سند سے مولود کعبہ ہونا صرف حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی للہ عنہ کے لئے ثابت ہے، جو کہ ام المومنین حضرت سدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے اور حالت کفر میں ہونے کے باوجود شعب بنی ہاشم میں محصوری کے دور میں مسلمانوں کو چوری چھپے غلہ وغیرہ پہنچایا کرتے تھے۔امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ان حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی بابت تصریح کی ہے کہ ان کے مناقب میں سے ہے کہ وہ کعبہ میں متولد ہوئے اور بعض علماء کا ماننا ہے کہ ان کی اس فضیلت میں کوئی دوسرا اصحابی ان کا شریک نہیں ہے۔ان کے حالات میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ انہوں نے طویل عمر پائی جس میں سے ساٹھ سال حالت کفر میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں بسر کئے اور مدینہ میں 53 ہجری میں وفات پائی۔امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کی وفات 60 ہجری کی بتائی ہے۔فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے لیکن کبھی مسلمانوں کے مخالف نہ آئے۔ابن حجر نے الاصابہ میں ان کے ترجمہ کے تحت لکھا ہے کہ یہ واقعہ فیل سے 13 سال قبل پیدا ہوئے اور واقعہ فیل کے وقت سمجھدار تھے۔ان کے والد حزام بن

خویلد جو کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے حرب فجار میں مقتول ہوئے۔
(اسد الغابہ 2/58)۔(تہذیب الکمال 7/173)۔(تاریخ اسلام 2/277)۔(الاصابہ (رقم :1800)۔(تہذیب التہذیب 2/447)۔(البدایہ واالنہایہ 8/68)۔(الاستعاب 1/362)۔(جمہرہ انساب العرب 121)۔

ان ⬆ تمام کتابوں کے مصنفین نے بھی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں مولود کعبہ ہونے کی بات لکھی ہے۔

الغرض صحیح تاریخی روایات سے صرف حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جن کا کعبہ میں متولد ہوناثابت ہے۔رہاحضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا مولود کعبہ ہوناتواس کی تصریح کسی صحیح سند سے ثابت نہیں اوراہل تشیع کے ہاں بھی یہ بات بلادلیل ہی رائج ہے۔یہ سب صرف رافضیت وتفضیلیت کی خامہ فرسائی ہے کہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کے خصائص چھین کر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو دے دیئے جائیں کہ جیسا کہ اسد اللہ جو کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا لقب بھی ہے جن کو جبرائیل علیہ السلام نے یہ لقب دیا تھااور سیف اللہ جو کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب بھی ہے،آج کتنے ہی کم علم لوگ ان القابات کا مصداق صرف حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو باور کرواتے ہیں۔حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ، ذوالقارِالٰہی، حیدرِ کراراور دلیر ہیں۔ہمارے لیے صحیح روایات میں آنے والے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے خصائص وفضیلت ان کی منقبت کے لیے کافی ہونے چاہیئں کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ ہمارے سروں کے تاج ہیں اوران کی محبت ہمارے ایمان کا جزہے۔

مذکورہ حقائق ودلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ بتاناایک اختراع باطل ہے جس کی کوئی صحیح سند موجود نہیں ہے.اس کی کوئی حقیقت نہیں، صحیح تاریخ جوثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ہی کعبہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کہاں ہوئی میں سب سے زیادہ صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ ان کی پیدائش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے پیدائش سے قریب ایک گھاٹی میں ہوئی جو کہ شعب علی رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہے۔(الجماع اللطیف:338،بحوالہ اخبار المکرم بآخبار المسجد الحرام:194)

لہٰذا بے اصل روایتوں کو سہار بنا کر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو مولودِ کعبہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں،اس سے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذات عبقری ہے،اور بے شمار فضائل، مناقب و کمالات کی مالک ہے اور جھوٹے واقعات و قصص سے بلکل بے نیاز ہے۔اللہ عزوجل ہمیں حق و سچ بیان کرنے توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے جھوٹ و فتنہ سے محفوظ فرمائے آمین۔